# خدمت خلق کا تصور اور عمل-تعلیمات سیرت کا اطلاقی مطالعہ

*ڈاکٹر احمد رضا

**محمد یوسف

## Abstract

In the holy Qur'an and the Hadith of the Prophet (SAW) has mentioned the virtues of the people, and the reward for their service. Human Welfare is also involved in the survival and administration of the country. Participating in the dissemination of religion, assisting educational institutions, building mosques, establishing libraries and schools, building shelters for orphans are included in welfare services. Issue of scholarships for widows, hospitalization and medicines for the treatment of the sick, providing assistance to those who are unable to obtain their rights due to court costs, helping relatives and neighbors who are tight, supporting the poor and orphans, paying for debt are appreciable in the seerah of holy Prophet (peace be upon him). This article aims to highlight the Islamic concept & practice of human welfare in the light of Prophetic life.

**Key Words**: human welfare, concept, practice, assistance, seerah.

## موضوع کا تعارف اور اہمیت

قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی اسلامی تعلیمات کا آغاز ہوا تو اس میں اہل ایمان کو دو باتوں پر بطور خاص توجہ دینے اور عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جائے اور اس کے احکامات پر عمل کیا جائے۔دوم یہ کہ حقوق العباد کی ادائیگی اور سماج کے کمزور انسانی طبقات کی ہر ممکن اعانت و خدمت کی جائے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث و سیرتِ رسول ﷺ میں جگہ جگہ خدمت خلق کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب بیان ہوا ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ جب مال و دولت معاشرہ میں گردش کرتے رہتے ہیں تو غریبوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور خدمت خلق کے بہت سے کام انجام پاتے ہیں۔ملک وملت کی بقاء اور استحکام میں بھی اس کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔علم دین کی نشر و اشاعت میں حصہ لینا، تعلیمی اداروں اور طلبا کی مالی کی مدد کرنا، مساجد بنانا، لائبریری قائم کرنا، سرائے بنانا، لنگر خانے بنانا، یتیموں اور بیواؤں کے لیے وظائف جاری کرنا، بیماروں کے علاج معالجہ کے لیے ہسپتال بنانا اور ان کے لیے دوائیاں فراہم کرنا، جو لوگ عدالتی اخراجات کی وجہ سے اپنے حقوق حاصل نہ کر سکیں

---

*اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

**ریسرچ ایسوسی ایٹ شعبہ فکر اسلامی تاریخ وثقافت ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

ان کے کام آنا، رشتہ داروں اور پڑوسیوں میں سے جو تنگ دست ہوں ان کی مدد کرنا، فقراء، یتامیٰ اور مساکین کی کفالت کرنا، قرض کی ادائیگی کے لیے مقروض لوگوں کی مدد کرنا، اللہ کے دین کی حفاظت اور اسلامی ریاست کے دفاع کے لیے مال خرچ کرنا ہے، یہ سب امور خدمت خلق کے زمرے میں آتے ہیں۔ پیش نظر مقالہ میں خدمت خلق کا تصور اور عمل سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی اسلوب کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے۔ مقالہ کے اختتام پر نتائج و سفارشات بھی ترتیب دی گئی ہیں۔

## سماج کی بہتری لے لیے مال و دولت کی منصفانہ تقسیم کی ناگزیریت

معاشرہ کی ترقی اور استحکام کے لیے ضروری ہے کہ ملک کا اقتصادی نظام منصفانہ ہو۔ یہ نظام صرف دین اسلام کا دیا ہوا ہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ مال و دولت کو کسی خاص طبقے، گروہ، قوم یا فرد تک محدود نہیں کرتا بلکہ وہ اس کی منصفانہ تقسیم اور گردش چاہتا ہے۔ اس کے برعکس آج کا مروجہ معاشی نظام غریبوں کا استحصال کرتا ہے، امیروں کی دولت میں اضافہ کرتا ہے اور مال و دولت کو مخصوص طبقات، گروہوں اور افراد میں مرتکز رکھتا ہے۔ اس کے نتیجے میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جاتا ہے۔ اس استحصالی نظام کا خاتمہ اور اس کے بجائے اسلامی اقتصادی نظام کی تنفیذ آج کے دور میں نہایت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مالداروں کے مال میں غریبوں کا حق رکھا ہے۔ مال و دولت کی صحیح تقسیم کی کا اہم ترین ذریعہ زکوۃ کی ادائیگی ہے جس کی شرح شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے مقرر کی ہے۔ اور اس کے مصارف یعنی مستحقین کی تعداد آٹھ ہے جس کا ذکر سورۃ توبہ میں یوں ہوا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [1]

"بلاشبہ صدقات فقراء اور مساکین اور صدقات جمع کرنے والے عاملین اور مؤلفۃ القلوب کے لیے ہیں۔ اور صدقات غلاموں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کا قرض ادا کرنے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لیے ہیں۔ یہ اللہ کا مقرر شدہ فرض ہے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے"

اس آیت میں صدقات سے مراد صدقات واجبہ یعنی زکوٰۃ ہے۔ آیت مبارکہ کا آغاز إِنَّمَا سے کیا گیا ہے اور الصَّدَقَاتُ میں لام تعریف جنس کے لیے ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ زکوٰۃ آٹھ اقسام میں محصور ہے

جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اہل علم کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا ان آٹھوں مصارف پر تقسیم کرنا ضروری ہے؟ امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ زکٰوۃ آٹھوں مصارف پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ امام مالک، امام ابو حنیفہ اور فقہائے احناف کی رائے یہ ہے کہ جس مصرف یا جن مصارف پر حاکمِ وقت یا زکٰوۃ ادا کرنے والا مناسب سمجھے حسب ضرورت خرچ کر سکتا ہے۔ اکثر اہل علم نے امام مالک، امام ابو حنیفہ اور فقہائے احناف کی رائے کو ترجیح دی ہے جس کے مطابق ضرورت اور مصالح کا اعتبار ضروری ہے۔ یعنی جس مصرف پر رقم خرچ کرنے کی زیادہ ضرورت یا مصلحت ہو تو وہاں ضرورت اور مصلحت کے لحاظ سے زکٰوۃ کی رقم خرچ کی جائے گی، چاہے دوسرے مصارف پر خرچ کرنے کے لیے رقم نہ بچے۔

## خدمت خلق کے چند اہم مظاہر تعلیمات و سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

اسلامی تعلیمات میں خدمت خلق کو انتہائی قدر و منزلت حاصل ہے۔ خدمت خلق کے اہم ترین مصارف قرآن مجید میں بیان ہوئے جن کی کافی وشافی وضاحت احادیث و سیرت النبی ﷺ میں ملتی ہے۔ خدمت خلق میں جس پہلو کی رعایت بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کی خدمت اللہ تعالیٰ کی کامل محبت میں کی جائے اور کسی انسان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ کے لیے کسی سے محبت کی اور اللہ کے لیے کسی سے بغض رکھا۔ اللہ کے لیے کسی کو دیا اور اللہ کے لیے کسی کو منع کیا تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا''۔ [2]

سطور ذیل میں ہم تعلیمات و سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں خدمت خلق کے چند اہم مظاہر پر روشنی ڈالتے ہیں:

### ا۔ محتاجوں کی حاجت روائی کرنا

محسن انسانیت حضور انور ﷺ نے صرف حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنے کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ عملی طور پر آپ ﷺ خود بھی ہمیشہ غریبوں، یتیموں، مسکینوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرتے رہے۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ مکہ کی امیر تاجر خاتون تھیں۔ بعثت سے پہلے آپ ﷺ ان کا مالِ تجارت مکے سے دوسرے شہروں میں لے کر جاتے۔ آپ ﷺ امانت و دیانت اور صداقت کے اصولوں پر عمل کر کے نفع حاصل کرتے جس مین اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت رکھی تھی کہ آپ کے فروخت کردہ مال میں

نفع زیادہ ہو جاتا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے اخلاق اور کردار سے متاثر ہو کر آپ ﷺ سے نکاح کر لیا۔

اعلان نبوت سے پہلے ہی اللہ کے رسول ﷺ صادق اور امین مشہور تھے۔ قریش مکہ تنازعات کے حل کے لیے آپ ﷺ کو ثالث بنایا کرتے۔ وحی کے نزول کے بعد جب آپ ﷺ مضطرب ہو گئے تو آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو دلاسا دیا اور کہا: "اللہ کی قسم اللہ کبھی آپ ﷺ کو بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ قریبی رشتے داروں سے صلہ رحمی کرتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مفلس اور نادار کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو آپ ﷺ اس کی مدد کرتے ہیں اور دست گیری فرماتے ہیں" [3]

ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک عورت اپنی کسی ضرورت کے لئے آپ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان سے اٹھ کر دیر تک مسجد کے صحن میں اس کی باتیں سنتے رہے۔ آپ ﷺ نے اس خاتون کی حاجت روائی کا یقین دلا کر اور مطمئن کر کے اسے بھیج دیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ "حاجت مندوں کی مدد کیلئے میں مدینہ کے دوسرے سرے تک جانے کیلئے تیار ہوں" [4]

معاشرہ کے کمزور افراد مثلاً بیوہ خواتین، مطلقات، یتامیٰ، بے روزگار اور مساکین کی مالی معاونت اور خدمت بہت بڑی نیکی ہے۔موجودہ دور میں جبکہ غربت اور مہنگائی نے ہر شخص کو بے حد پریشان کر دیا ہے ایسے میں ان کمزور طبقات کی مالی و سماجی خدمت نہ صرف قومی فریضہ بن جاتی ہے بلکہ ڈھیروں ثواب کا باعث بھی ہے۔ چنانچہ فرمان رسول ﷺ ہے: "ضرورت مند بیوہ عورت اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں مجاہد کی طرح ہے" [5]

مسلمان کا مسلمان کی مشکل حالت میں مدد کرنا، اس سے تکلیف دور کرنا اور اس کی پردہ پوشی کرنا بھی عظیم خدمت ہے جس کی ترغیب نبی اکرم ﷺ نے دی ہے اور اس پر اجرِ عظیم بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے کنارہ کرتا ہے۔ اور جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں

رہتا ہے۔ جس نے کسی مسلمان سے ایک دکھ دور کیا تو اللہ نے اس سے قیامت کے دکھوں سے ایک دکھ دور کر دیا۔ اور جس نے کسی مسلمان پر پردہ ڈالا تو اللہ نے اس پر قیامت کے روز پردہ ڈالا"۔ [6]

## ۲۔ غریبوں کی بھوک مٹانا

کھاناانسان کی بنیادی ضرورت ہے اوراس سے کوئی مفر نہیں ہے۔ غریب وبے سہارالوگوں کو کھانا کھلانا بہت بڑا ثواب ہے اوراس کی ترغیب قرآن وسنت میں دی گئی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ [7]

" اور مقررہ ایام میں ان بے زبان مویشیوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو دیئے ہیں، پس تم ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ فقیر کو بھی کھلاؤ"

سورۃ الحج کی اس آیت مبارکہ میں پریشان حال اور مصیبت زدہ لوگوں کو کھلانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ ان کا فاقہ دور ہو اور وہ بھی اپنی حیات کی بقا کر سکیں۔ اسی سورہ مبارکہ کی ایک اورآیت میں بھی محتاجوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ فرمان ربی ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ڰ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَاۗفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [8]

" اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنادیا ہے ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے، پس تم ان کو قطار میں کھڑا کر کے ان کو نحر کرنے کے قوت کے ساتھ اللہ کا نام لو، پس جب ان کے پہلو زمین پر گر جائیں تو تم خود (بھی) ان سے کھاؤ اور محتاج اور مانگنے والے کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے ان مویشیوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو"

اس آیت کے نزول سے متعلق علما نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر کچھ محتاج لوگ بکثرت مدینہ منورہ آگئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دے دیا کہ کوئی شخص تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت اپنے پاس ذخیرہ نہ رکھے۔ جو کچھ زائد ہو سب خیرات کر دیا جائے۔ لیکن یہ حکم صرف ان محتاجوں کی آمد کی وجہ سے تھا۔ جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ [9]

حاجت مند دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ جو کچھ اللہ نے انھیں دے رکھا ہے، اسی پر صابر و شاکر رہتے ہیں اور ضرورت مند ہونے کے باوجود کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے۔ بعض حالات میں عام لوگوں کو ان کی احتیاج کا پتہ ہی نہیں چلتا حقیقتاً ایسے ہی لوگ صدقات و خیرات کے صحیح مستحق ہوتے ہیں۔ دوسرے وہلوگ ہوتے ہیں جو احتیاج سے مجبور ہو کر لوگوں سے سوال کرنے لگتے ہیں۔ اس آیت میں دونوں طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے کھلانے کا حکم دیا ہے۔

مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانا ان اہم ترین مواقع میں سے ہے جہاں صدقہ کرنے کا حق ہے۔ کیونکہ مسکین وہ ہے جس کی کمائی سے اس کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں، یتیم اس سے بھی عاجز ہے، کیونکہ اس کا کمانے والا فوت ہو چکا ہے اور وہ کم عمر ہونے کی وجہ سے کمائی نہیں کر سکتا اور قیدی ان سب سے زیادہ عاجز ہے، کیونکہ اسے کسی چیز کا اختیار ہی نہیں، وہ مکمل طور پر دوسروں کے رحم و کرم پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسیروں اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور ابرار کی صفت بیان فرمائی کہ وہ خود ضرورت مند ہونے کے باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا O إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا O [10]

"اور وہ لوگ اللہ کی محبت میں محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تو محض اللہ کی رضا کیلئے تمہیں کھلا رہے ہیں، نہ تم سے کسی بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے خواہشمند ہیں"

بھوکوں کو کھانا کھلانا نہ صرف نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے بلکہ حکم بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیدیوں کو آزاد کراؤ، بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو" [11]

سیدنا عبد اللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ میرے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ یہ فرمان مصطفی ﷺ ہے: "لوگو! سلام کو عام کرو اور کھانا کھلاؤ اور جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو۔ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔ [12]

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو۔ تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے" [13]

نبی کریم ﷺ کے فرمودات اور سیرت طیبہ پر عمل کرتے ہوئے صوفیائے کرام نے اپنی خانقاہوں میں لنگر خانوں کا اجرا کیا اور معاشرے کے کمزور لوگوں کو باعزت انداز میں کھانا فراہم کیا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان میں اس حکومت اور نجی رفاہی تنظیموں کے اشتراک سے لنگر خانوں اور پناہ گاہوں کا اہتمام کیا جارہا ہے تاکہ مزدور پیشہ غریب و بے سہارا لوگوں کے لیے مفت رہائش اور خوراک کا بندوبست ہو سکے۔ روزنامہ جنگ کی رپورٹ کے مطابق "حکومت اس وقت سیلانی انٹرنیشنل کے اشتراک سے ایک سو بارہ لنگر خانے پورے ملک میں کھول رہی جن میں چند کا افتتاح بھی کر دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد غریب و نادار لوگوں کو باعزت کھانا فراہم کرنا ہے"[14]

## ۳۔ یتیموں پر شفقت کرنا

انسانی سماج کا ایک نہایت اہم اور مستحقِ خدمت طبقہ یتیم ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسلامی معاشرہ کی حالت بہتر بنانے کے لیے یتیموں پر شفقت کرنے دیا ہے، ان کی خدمت کرنے اور ان کی کفالت کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت ملتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ[15] "سو آپ یتیم پر شدت نہ کریں"

نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے فرامین اور اسوہ حسنہ میں یتیموں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تین یتیموں کی پرورش کی، وہ اس شخص کی طرح ہے جو رات میں اللہ کی عبادت کرے، دن میں روزہ رکھے اور مہینوں اللہ کی راہ میں جہاد کرے، یتیموں کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ دو انگلیاں، اور آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلیوں کی جانب اشارہ فرمایا"[16]

نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے اس گھر کو بہتر قرار دیا ہے جس میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

**خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يحسن إليه وشر بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يساء إليه**[17]

"مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم پرورش پاتا ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک کیا جاتا ہو۔ اور سب سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو"

رحمۃ للعالمین ﷺ کو یتیموں اور عورتوں کے حقوق کی بڑی فکر تھی۔ آپ ﷺ نے ان کمزور طبقات کے حقوق کی بڑی تاکید فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللهم إني احرج حق الضعيفين, اليتيم والمراة[18]

"اے اللہ! میں دو کمزوروں یعنی یتیم اور عورت کا حق مارنے کو حرام قرار دیتا ہوں"

انسانی معاشرت کا ایک اہم ترین مسئلہ جو کہ ظہور اسلام سے پہلے بھی تھا اور تاب بھی ہے وہ یہ کہ یتیموں کے مال کی حفاظت کیسے اور کیونکر کی جائے؟ اس مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حل فرایا اور راہ ہدایت دکھائی۔ وہ لوگ جو یتیم کے مال کی حفاظت نہیں کرتے اور اسے خرد برد کر دیتے ہیں ان کی بابت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا[19]

"بیشک جو لوگ ناجائز طریقہ سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھر رہے ہیں۔ اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے"

رسول اللہ ﷺ نے یتیموں کے مال کھانے کو انتہائی مہلک چیزوں میں شمار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سات مہلک چیزوں سے بچوں، صحابہ نے دریافت کیا، ایسی سات چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، سحر، ناحق کسی کو قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، پیش قدمی کے وقت پیٹھ پھیرنا اور پاکدامن بھولی عورتوں پر تہمت لگانا"[20]

یتیم کے پاس جو بھی مال ہو، وہ استعمال کرنے سے کم ہو گا اور دھیرے دھیرے ختم ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے یتیم بچوں کے سرپرستوں کو حکم دیا کہ وہ ایسے بچوں کے مال کو تجارت میں لگائیں تاکہ منافع کے ذریعہ اصل مال میں اضافہ ہوتا رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "سن لو! جو بھی کسی یتیم کی پرورش کر رہا ہے اور اس یتیم کے پاس مال ہے تو اسے چاہیے کہ مال کو تجارت میں لگائے، اور ایسے ہی نہ چھوڑے، تاکہ زکوۃ میں ادا ہو کر ختم ہو جائے"[21]۔ رسول اللہ ﷺ

کے نزدیک یتیم کے مال کا مسئلہ اتنا اہم تھا کہ آپ نے مالی طور پر کمزور صحابہ کو یتیم کی ذمہ داری لینے سے منع فرمایا۔[22]

ہمارے سماج کا ایک اہم مسئلہ یتیم لڑکیوں کی شادی کا بھی۔ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کے لیے پسند کیا ہے تاہم اصولی بات اس ضمن میں یہ فرمائی ہے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہ کی جائے۔ فرمان باری ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً[23]

"اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو تمہیں جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔ دو، دو سے تین تین سے اور چار چار سے۔ پس اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہ کر سکو گے تو صرف ایک سے نکاح کرو"

## ۴۔ مظلوموں کی مدد کرنا

ظلم کا معنی ”کسی چیز کو اس کی جگہ کے علاوہ کہیں اور رکھنا“ ہے[24]۔ اصطلاحِ شریعت میں ظلم سے مراد ”کسی کا حق مارنا، کسی کو غیر محل میں خرچ کرنا، کسی کو بغیر قصُور کے سزا دینا ہے“[25]۔ انسان کا زمین پر سب سے پہلا ظلم قتل تھا جسے قرآن نے ہابیل اور قابیل کے قصے میں بیان کیا ہے۔ ظلم خواہ کسی بھی قسم کا ہو اس سے انسانی معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔ اسلام چونکہ دین رحمت ہے اور اس کے پیغمبر رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں اس لیے اسلامی تعلیمات میں ظلم کو انسانیت کے لیے بہت برا سمجھا گیا ہے اور اس کے خاتمے کے لیے عملی جدجہد کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ بھی انسانیت کی عظیم خدمت ہے جسے احادیث نبویہ ﷺ میں بیان کیا گیا ہے۔ چناچہ حضرت انس سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا وہ مظلوم۔ تو ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد تو کی جاسکتی ہے لیکن ظالم کی مدد کیسے ممکن ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑو یعنی اسے ظلم کرنے سے روک دو"۔ [26]

موجودہ زمانہ میں ہر طرف ظلم وستم کے دردناک واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ طاقتور ممالک کمزور ممالک پر جنگ مسلط کیے ہوئے ہیں ۔ معاشرے کے طاقتور افراد کمزوروں پر جبر واستبداد کی داستانیں رقم

کیے ہوئے ہیں۔اس صورت حال پر قابو پانا،اس کے خلاف آاواز بلند کرنااوراس روش کومٹانا ایک اہم ترین انسانی خدمت ہے جس کی ترغیب قرآن وسنت سے ملتی ہے۔

## ۵۔غلاموں اور نوکروں پر شفقت کرنا

ایک زمانہ تھاجب لوگوں کے پاس غلام اور لونڈیاں ہوتی تھیں۔انہیں بیچا اور خریدا جاتا تھا۔ان کے مالک ان پر ہر طرح کے ظلم کرتے تھے اورانہیں روکنے والا کوئی نہیں تھا۔نبی مکرم ﷺ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بتدریج ختم ہوا۔اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے فرامین واحکامات نے غلامی کو دنیا سے ختم کیا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں غلام/لونڈیوں کے انسانی حقوق اداکرنے اوران کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔حکم ربی ہے:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ڰ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [27]

"اور جو لوگ نکاح کرنے کی گنجائش نہیں رکھتے وہ اپنی پاکیزگی بر قرار رکھیں حتیٰ کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتب ہونا چاہیں ان کو مکاتب کر دو اگر تمہارے علم میں ان کی بہتری ہو اور تم ان کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تم کو دیا ہے،اور تمہاری باندیاں اگر پاک دامن رہنا چاہیں تو ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو تاکہ تم دنیا کی زندگی کا فائدہ طلب کرو اور جو ان کو مجبور کرے گا تو اس کے جبر کے بعد اللہ ان باندیوں کو بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے"

اس آیت مبارکہ وہ نکات جو غلاموں سے متعلق ہیں وہ درج ذیل ہیں:

ا۔پہلی بات یہ کہ مسلمانوں کے وہ غلام اور لونڈیاں جو مکاتب ہونا چاہیں ان کو مکاتب کر دیا جائے اگر ان کے مالکوں علم میں ان کی آزادی میں بہتری ہو۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ نے نبی اکرم ﷺ کے حکم پر بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا اوراس کی ولا حاصل کر لی۔[28]

۲۔دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت مسلمانوں کو دیا ہے وہ اس مال میں سے غلاموں کو دیں تاکہ وہ آزادی حاصل کر سکیں۔

۳۔ تیسری بات یہ بیان کی گئی کہ تمہاری باندیاں اگر پاک دامن رہنا چاہیں تو ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو تاکہ تم دنیا کی زندگی کا فائدہ طلب کرو اور

مسلمانوں لئے بہترین نمونہ عمل اور بہترین ہدایت نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ ہے۔ آپ ﷺ کا اپنے خادموں کے ساتھ حسن سلوک ایسی روشن مثال ہے جس کی نظیر تاریخ انسانی میں ملنا محال ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "میں دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا، خدا کی قسم آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہ کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ یا فلاں کام کیوں کیا"[29]

نبی رحمت ﷺ کا اپنے خادموں اور ماتحتوں پر شفقت و محبت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت زید بن حارثہؓ بچپن میں اپنے والدین سے بچھڑ گئے اور غلام کی صورت میں آپ ﷺ کے دربار تک پہنچے۔ ایک زمانے تک ان کے والدین ان کی جدائی میں روتے رہے اور انہیں ڈھونڈنے کے لئے کئی ملکوں کی خاک چھاننے کے بعد جب انہیں پتہ چلا کہ ان کا لخت جگر مکے میں ہے تو شدت اشتیاق میں اپنے لخت جگر کو واپس لانے کے لئے مکہ پہنچے۔ حضرت زید کو اختیار دیا گیا کہ چاہو تو اپنے والد کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ اور چاہو تو یہیں رہو۔ انہوں نے بلا جھجک کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایسا نادان نہیں ہوں جو آپ کو چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ چلا جاؤں۔ آپ ہی میرے باپ ہیں۔ اس پر ان کے والد نے کہا: اے زید! افسوس تم آزادی کے بجائے غلامی کو اور اپنے ماں باپ کے بجائے ان کو پسند کر رہے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ زید نے کہا: ''آپ کو کیا معلوم جس ہستی کی غلامی پر میں آزادی کو اور اپنے ماں باپ اور سارے خاندان کو قربان کر رہا ہوں، وہ ہستی کتنی دلربا اور کتنی دلکش ہے۔ میں انہیں چھوڑ کر اور کہیں جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا[30]

موجودہ دور کے اسلامی معاشروں کو یہ اعلیٰ اوصاف اپنانے کی اشد ضرورت ہے جس میں نوکروں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جئے اوران کی جانی ومالی خدمت کی جائے تاکہ وہ بھی ااسانی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

## ۶۔ تعلیمی ادارے قائم کرنا

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو تعلیم کتاب و حکمت سکھانے اور تزکیہ کے لیے مبعوث فرمایا۔ اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی روز افزوں طلب کی دعا آپ ﷺ کو تعلیم فرمائی[31]۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے علم میں اضافہ کی دعا فرماتے رہیں۔ اس میں اہل علم کے لئے نصیحت ہے کہ وہ پوری تحقیق اور غور و فکر سے کام لیں اور علم میں اضافہ کی صورتیں اختیار کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ علم سے مراد قرآن و سنت کا علم ہے اور یہ علم تمام علوم کا مصدر و منبع ہے۔ اس علم کو علمِ عالی کہتے ہیں۔ وہ علوم جو انسان کسب معاش اور دنیاوی مسائل کے حل کے لیے حاصل کرتا ہے، انہیں علوم آلیہ کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ جس علم کے لئے دعا فرماتے تھے، وہ وحی و رسالت کا علم ہے جو قرآن و سنت میں محفوظ ہے۔ جس سے انسان کا ربط اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور اس کے اخلاق و کردار کی اصلاح ہوتی ہے۔ علم کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست میں عوام کے تعلیم و تعلم کے لیے عملی اقدامات کیے اور خود ان کی نگرانی بھی فرمائی۔ اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو معلم مقرر فرمایا۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے ہفتہ میں ایک دن بطورِ خاص مقرر کیا اور اس کے اہتمام کی ذمہ داری ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سونپی۔ عہد نبوی ﷺ میں مدینہ کی اسلامی فلاحی ریاست میں مسجد نبوی کے صحن میں صفہ کی علمی و عملی درس گاہ بنوائی گئی جس کی نگرانی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ذمہ لگائی گئی۔ مدینہ منورہ میں صفہ کے علاوہ نو مساجد میں مدرسے قائم کیے گئے جہاں نشانہ بازی، تیر اکی، تقسیم ترکہ کی ریاضی، مبادی طب، علم ہیئت، علمِ انساب اور علمِ تجوید قرآن کی تعلیم آنحضرت ﷺ کے حکم سے دی جاتی تھی۔[32]

عہدِ حاضر میں اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون پر دسترس و مہارت سے کسی صورت انکار ممکن نہیں ہے۔ یہ آج کے دور میں انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے۔ لیکن پاکستان میں تعلیم کی صورت حال مخدوش ہے۔ ایک نجی تنظیم کے سروے کے مطابق "پاکستان میں اس وقت پانچ سے سولہ سال تک کی عمر کے سوا دو کروڑ بچے سکول نہیں جاتے جس کی بنیادی وجہ مالی وسائل کی عدم دستیابی ہے۔ اگرچہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں اس اہم مسئلہ سے بخوبی واقف ہیں لیکن ان کے پاس اس مسئلے کے حل کے لیے نہ تو جامع منصوبہ بندی ہے اور نہ ہی سنجیدہ کوشش"[33]۔ چناچہ جن لوگوں کو بنیادی تعلیم کی سہولیات

میسر نہیں ہیں انہیں تعلیم دینے کے لیے تعلیمات و سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں عملی اقدامات کرنے چاہییں تا کہ ان کا معیارِ زندگی بلند ہو اور مملکت کے وقار اور ترقی میں اضافہ ہو۔ اس سلسلہ میں اہل ثروت کو فراخ دلی کے ساتھ مالی خدمات فراہم کرنی چاہییں۔

## ۷۔ اقلیتوں کا خیال کرنا

اسلام شرف انسانیت کا علمبردار دین ہے۔ ہر فرد سے حسن سلوک کی تعلیم دینے والے اس دین میں کوئی ایسا اصول یا ضابطہ روا نہیں رکھا گیا جو شرفِ انسانیت کے منافی ہو۔ دیگر طبقاتِ معاشرہ کی طرح اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی ان تمام حقوق کا مستحق قرار دیا گیا ہے جن کا ایک مثالی معاشرہ میں تصور کیا جا سکتا ہے۔ اسلام نے اقلیتوں کی مذہبی آزادی کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی مالی خدمت کا بھی اہتمام کیا۔ چناچہ اہلِ نجران کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خط لکھا تھا اس میں درج تھا:
''نجران اور ان کے حلیفوں کو اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ حاصل ہے۔ ان کی جانیں، ان کی شریعت، زمین، اموال، حاضر و غائب اشخاص، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے گرجا گھروں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی پادری کو اس کے مذہبی مرتبے، کسی راہب کو اس کی رہبانیت اور کسی صاحب منصب کو اس کے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کی زیر ملکیت ہر چیز کی حفاظت کی جائے گی''۔[34]

اسلامی معاشرہ میں مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اقلیتوں سے نیکی، انصاف اور حسن سلوک پر مبنی رویہ اختیار کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[35]

"اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور اُن سے عدل و انصاف کرو، بیشک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"

اسلامی معاشرے میں اقلیتوں کے عدل وانصاف کو کتنی زیادہ اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے: "خبردار! جس کسی نے کسی معاہد پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس

کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو روزِ قیامت میں اس کی طرف سے جھگڑوں گا"[36]

آپ ﷺ تمام انسانوں کے ساتھ مساوات، عدل وانصاف اور حسن اخلاق کا معاملہ فرماتے تھے۔ اگر معاشرہ کا کوئی فرد بیمار پڑ جاتا تو اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے اور اس کے لیے دعا فرمایا تھے۔ رسول کریم ﷺ کا ایک خادم یہودی تھا۔ وہ بیمار ہو گیا تو رسول کریم ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے[37]۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ جہاں مسلمانوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے وہیں غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہمدردی و غم گساری کا مظاہرہ کرتے تھے۔

ریاست کی خوش حالی عوام کی بہتری کے لیے بے حد ضروری ہے۔ ایک مسلم ریاست میں جہاں مسلمان شہریوں کی کفالت حکومت کی ذمہ داری ہے اسی طرح اقلیتوں کی کفالت بھی اس کے ذمہ ہے کیونکہ یہ بھی ایک اہم ترین خدمت ہے۔ عہد نبوی ﷺ وعہد خلفائے راشدین میں اسلامی ریاست کی اس ذمہ داری اور خدمت کے حوالے سے امام ابو یوسف کتاب الخراج میں بیان کرتے ہیں: "اسلام نے مالِ غنیمت، فیئ اور خمس کے ذریعے مجاہدین ومفلوک الحال لوگوں کی مالی معاونت کا قانون عطا کیا۔ زمینوں پر محصول لگایا اور قومی اخراجات کے لیے مالی معاونت فراہم کی۔ اور جزیہ کے ذریعے غیر مسلموں کی جان و مال کے تحفظ کے لیے مالیاتی نظام وضع کیا۔ اس قانون کا اطلاق صرف آزاد غیر مسلم مردوں پر تھا، بچے بوڑھے عورتیں اور معذور اس قانون سے مستثنیٰ تھے"[38]

## خلاصہ

خدمت خلق ایک عظیم عمل ہے جس کے متعدد پہلو ہیں۔ قرآن مجید اور تعلیمات وسیر النبی ﷺ میں اس کی بھرپور ترغیب اور تلقین کی گئی ہے۔ تاہم اس امر کا لحاظ واہتمام ضروری ہے کہ اس میں اخلاص ہو اور کسی بھی مجبور و کمزور انسان کی دل آزاری نہ کی جائے۔ اگر کسی کو صدقہ دینے کے بعد طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچائی تو اس سے بہتر ہے کہ اس کو صدقہ نہ دیا جائے بلکہ اس سے کوئی نیک اور اچھی بات کہہ دی جائے۔

اسلامی معاشرے کے کمزور انسانی طبقات مثلاً غربا، مساکین، یتامی، بیوگان، مطلقات، مزدور اور کم آمدنی والے افراد کی ہر ممکن امداد کرنی چاہیے۔ ان کی مالی معاونت اور خدمت بہت بڑی نیکی ہے۔ موجودہ دور

میں جبکہ غربت اور مہنگائی نے ہر شخص کو بے حد پریشان کر دیا ہے ایسے میں ان کمزور طبقات کی مالی و سماجی خدمت قومی فریضہ بن جاتی ہے جسے ریاست و حکومت اور صاحبِ مال و دولت افراد کو پورا کرنا چاہیے۔

## نتائج و سفارشات

1. اللہ تعالیٰ کی محبت میں اخلاص کے ساتھ خدمت خلق کی جائے، لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے نہیں۔
2. جس کی مالی معاونت کی گئی ہو اس کو طعنہ دے کر آذیت نہ پہنچائی جائے اور نہ ہی احسان نہ جتایا جائے۔
3. اہل ثروت ضرورت مندوں سے اپنی سخاوت اور دریادلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں اور نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہو۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا یہ تمام عمل ضائع ہو جائے گا اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔
4. انسانی سماج کا ایک نہایت اہم اور مستحقِ خدمت طبقہ یتیم ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسلامی معاشرہ کی حالت بہتر بنانے کے لیے یتیموں پر شفقت کرنے، ان کی خدمت کرنے اور ان کی کفالت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس حکم کی تعمیل ہونی چاہیے۔
5. موجودہ دور کے اسلامی معاشروں میں نوکروں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جانا چاہیے۔ ان کی جانی و مالی خدمت کی جائے تا کہ وہ بھی آسانی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔
6. جن لوگوں کو بنیادی تعلیم کی سہولیات میسر نہیں ہیں انہیں تعلیم دینے کے لیے تعلیمات و سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں عملی اقدامات کرنے چاہییں تا کہ ان کا معیارِ زندگی بلند ہو اور مملکت کے وقار اور ترقی میں اضافہ ہو۔ اس سلسلہ میں اہل ثروت کو فراخ دلی کے ساتھ مالی خدمات فراہم کرنی چاہییں۔
7. اقلیتیں اسلامی معاشروں کا حصہ ہیں۔ اقلیتوں کو ان کے تمام حقوق دینے چاہییں اور ان کے کمزور طبقات کی مالی خدمت کی جانی چاہیے۔

# حوالہ جات

[1]-Tauba,9:60
[2]-Abu Dawood,Suleman bin Ash-as,Al-sunan,maktaba shamla,kitab ul sunnah,hadees no 643.
[3]-Bukhārī, Muḥammad bin ismāil, Al-Ṣaḥīḥ, maktaba tul shamla,bab Bad.il.wahi,kitab bad il wahi,hadees no 3.
[4] -Abu Dawood,Al-sunan, maktaba tul shamla,kitab ul adab,bab ul mawakhaat,hades no 4893.
[5] -Tirmazi,Abu Essa Muhammad bin Essa tirmazi,kitab ul adab,bab ma jaae fi fazalil Ihsan,hades no 411.
[6]-Abid, kitab Abwab ul mazalim wal qassas,bab la yuzlim ul muslim almuslim,hadees no330
[7]-Al- Hajj,22:28
[8] -Abid,22:28
[9] -Qashiri,Muslim bin Hajjaj,Al-sahih,kitab ul Adhahi و hades no 5097
[10]-Al-Dahar,76:8-10
[11] -Bukhari,Al-sahih,kitab ul jihad,bab fakak ul aseer,hades no 3046.
[12] -Tirmazi,Al-sunan,kitab Sifat ul Qiyama,hadees no 2485,Maktaba islami,Bairut,1422h.
[13]-Abid, kitab ul At-amah,bab fazle Itaamul Tuaam,hades no 1855
[14]-Roznama Jang,9 October,2019
[15]-Al-Duha,93:9
[16] -Ibn-e- maja, abu Abdullah Muhammad bin Yazeed,Alqazweyni,Al-sunan,kitab ul adab,Bab haq ul yateem,hadees no 3680.
[17] -Abid,hades no 36793679
[18] -Abid,hades no,3678
[19] -Al-Nisa,4:10
[20] -Bukhari,Al-sahih,kitab ul wasaya,bab Qaul lallahu in-nama yakolona amwalal yatama,hadees 2766
[21] -Tirmazi,Al-sunan,kitab ul zakat,bab ma jaaie fi zakati maalal yateem,hadees no 642.
[22]-Al-qashiri, muslim bin Ḥajjāj( 261h), Al-Ṣaḥih,kitab ul ammara,bab kirahiyatul ammaraa bigairi zarurati,hades no 4824
[23] -Al-nisa,4:3
[24] -Jurjani,meer Sayad shareef,kitab ul tarifaat,bab ul zaie,maktaba islami,Bairut,1422h,
[25]-Naeemi,Mufti Ahmad Yar khan,Miraatul manajeeh Sharah mashkatul masabih,ziaa ul quran publications,Lahore,2010,2/669
[26] -Bukhari,Al-sahih,kitab abwab ul zalimi wal Qassas,bab Un Akhaka Zaliman ao Mazloman,331
[27] -Al-noor,24:33
[28] -Muslim,alsahih,kitab ul ataq,bab innamul velaie liman aateq,hades no 3779
[29]-Abid,kitabul fazai,bab kaana Rasool Allahi Ahsan ul naasi khalqn,hades no 2309
[30] -Al-Alazhari,Muhammad karam shah,Zia un Nabi,Zia ul Quran publications,Lahore,2010,2/159
[31]-Taha,20:114
[32]-Muhammad Hameedullah,dr,Rasool Allah ki siyasi zindagi,Dar ul ashaet ,Karachi,1987,p106
[33] -https://globalcurrentnews.com/hot-news/acessed on 12-03-2020
[34] -Ibn-e-Saad,Al-tabkqatul Kubra,Dar-e-sadar,Bairut,1416h,1/228
[35] -Al-mumtahina,60:8

[36] -Abu Dawood,Alsunan,kitab ul Kharaj,bab fi tashier Ahlu Zimmat e wakhtilaf e,hades no3052